ڈاکٹر محمد طاہر قریشی
لیکچرار، شعبہ اردو، ڈی۔ جے۔ سندھ گورنمنٹ سائنس کالج
کراچی۔

اردو ملّی شاعری پر . B آزادی ۱۸۵۷ء کے اِ ث ات

The poetry depicting the sentiments and aspirations of the Muslimsof the worldis calledMilli Poetry.The sense of 'millat' has always existed in Urdu Poetry. It was highlighted at times before the 1857 War of Independence.After this war Urdu poets focused their attention on the affairs of Muslim community of the Subcontinent more passionatelythan before.Almost all the Muslim poets expressed their sentiments through the Milli poetry.In a short period of time the magnitude and standard of Milli Poetry extensively increased. In this article the impact of the 1857 War are discussed and examples of such verses are presented which were composed after the said war.

Key Words: Urdu Milli Poetry,The 1857 War of Independence

جس شاعری کا تعلّق ملّت اسلامیہ سے ہو وہ ملّی شاعری ہے۔ اردو شاعری کے بغور مطالعے سے یہ* بات* $. ہوتی ہے کہ اردو شاعری میں ملّی شعور ہمیشہ سے موجود تھا اور اردو کے بعض شعراء زلف محبوب کے ساتھ ساتھ زلف ملّت کے بھی اسیر رہے ہیں* ہم یہ در - ہے کہ . B آزادی ۱۸۵۷ء سے قبل اردو کی ملّی شاعری کیفیت اور کمیت دونوں لحاظ سے نسبتہً کم مایہ رہی ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ ہے . # -- ., ی بھلی مسلمانوں کی حکومت رہی انھیں اپنے ملّی تشخص کی حفاظت کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ لیکن سلطنت ہاتھ سے جاتے ہی انھیں اپنی منفرد ملّی شنا # کو بچانے کی فکر لاحق ہوگئی گو* یہ بقول اقبال:

ع ملک ہاتھوں سے H ملّت کی آنکھیں کھل گئیں

اب چھو* ُ۔ اہر شاعر غم جا* ں اور غم دوراں کے علاوہ غم ملّت میں بھی مبتلا ہو H اور اردو کی ملّی شاعری کمیت کے لحاظ سے وسیع اور کیفیت کے لحاظ سے وقیع ہوگئی۔ ز Ā مقالے میں اردو کی ملّی شاعری کا جا ٔ ہ اسی تناظر میں لیا H ہے کہ . B آزادی نے اردو کی ملّی شاعری پر کیا اِ ث ات مر $ کیے ہیں۔

(الف) ابتدائی کامیابیاں اور شعراء کی توقعات:

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء ہماری* رتخ کا خوں چکاں* ب ہے۔ غیر ملکی تسلّط کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کا سہرا ہندو اور مسلمان دونوں کے سر ہے۔ دونوں قوموں کا O دی مقصد غیر ملکی قبضے سے اپنے وطن کو آزاد کر* تھا۔ بہادر شاہ ظفر جیسے بے بس اور کمزور* دشاہ کی قیادت کو ہندو مسلمان دونوں نے قبول کیا تھا اور ہندو سرفروشانِ وطن اور راجاؤں نے آ ی مغل* دشاہ کی سلطنت اور تخت دہلی کے کھوئے ہوئے وقار کی بحالی کے لیے پورا زور صرف کیا تھا۔ اس سے ظاہر ہو* ہے کہ مسلمان* دشاہوں کے ادوار میں بحیثیت قوم ہندوؤں سے کیسا فراخ دلانہ سلوک

کیاH تھا ورنہ مغل سلطنت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچانے کے لیے ہندو رہنما کبھی بھی آگ کے دڑ میں چھلا نہ لگاتے۔[1] البتہ کئی مسلمان شعراء نے اس B کو ملّی تناظر میں بھی دیکھا ہے۔

جوش و ب سے معمور انقلابی جلد ہی دہلی پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ دوسری طرف عظیم مجاہد مولوی احمد اللہ شاہ کو، جو انگریزوں کی قید میں تھے، لوگوں نے جیل کی دیواریں توڑ کر رہا کروالیا۔[2] اسی قسم کی اور کامیابیوں نے نہ صرف عوام بلکہ خواص کے دلوں میں بھی امید کے چراغ روشن کردیے۔ وہ مجاہدین کے رہنماؤں کو ت دہندہ سمجھنے لگے اور ان کی بعض دیتوں کوÃ از کر کے تمام توقعات ان سے وابستہ کرلی گئیں۔ بہادر شاہ ظفر بھی قدرتی طور پر ایسی ہی خوش آئند امیدوں کے اسیر ہوگئے۔ ان سے ایک قطعہ منسوب ہے جو ''صادق الاخبار'' (دہلی) ۱۲ ذی الحج ۱۲۷۳ھ میں چھپا تھا۔[3] جس میں دشمنوں کے خاتمے کی توقعات ظاہر کی گئی ہیں۔ اس قطعے کا ذکر جیون لال نے بھی اپنی ڈائری میں کیا ہے۔[4]

لشکر اعدا الٰہی آج سارا قتل ہو
گورکھا گورے سے گو « ری قتل ہو
آج کا دن عید قرباں کا جبھی جا 3 گے ہم
اے ظفر تہ تیغ # قاتل تمھارا قتل ہو

اسی صفحے پر دو اور قطعات بہادر شاہ ظفر کے حوالے سے محمد غلام علی مشتاق کے بھی موجود ہیں:

عید ہر سال تمھیں تہنیت آمیز رہے
غرق خوں جان عدو خنجر خوں ریز رہے
قتل کفار ہوں اور فتح مبارک ہو ظفر
*م کو بھی نہ جہاں میں سر انگریز رہے

اور:

¾ت و فتح کا ایک دھوم سے لشکر ہے
دل سے # *م ظفر کی ر ں پر ہے
عید پر عید خوشی پر ہو خوشی آج تمھیں
لو مبارک ہو کہ دشمن تہ خنجر ہے[5]

انقلابی سوچ کے حامل ''دہلی اخبار'' کی ۲۴ مئی ۱۸۵۷ء کی اشا میں صفحۂ اول پر مولا محمد حسین آزاد کی ایک Ä شائع ہوئی تھی جس کا عنوان ''رخ انقلاب عبرت افزا'' تھا۔ لیکن انقلاب کی کامی کے بعد آزاد کی فتاری کا وارنٹ جاری ہوH تھا اور وہ فرار ہوگئے تھے۔Ä کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

ہے کل کا ابھی ذکر کہ جو قومِ «ریٔ

تھی صا# اقبال و جہاں بخش و جہاں دار

تھی صا# علم و ہنر و حکمت و فطرت

تھی صا# جاہ و حشم و لشکر جرّار

اللہ ہی اللہ ہے جس وقت کہ نکلے

آفاق میں تیغ غضب حضرت قہّار

یہ ساÇ وہ ہے کہ نہ دیکھا نہ سنا تھا

ہے اَ دش دوراں بھی عجب اَ دش دوّار

. جوہر عقل ان کے رہے طاق پہ رکھّے

. *.خن +تبیر و ۔د ہوگئے بیکار

کام آئی نہ علم و ہنر و حکمت و فطرت

پورب کے تلنگوں نے لیا . کو یہیں مار

حکّام «ریٔ کا بہ ایں دانش و بینش

مٹ جائے¶ں خلق میں اس طرح سے ے*.ر

اس واقعے کی *ِپئی یہ آزاد نے *۔ریخ

دل نے کہاقـل فـا عتبـرو یـا اولـی الابـصـار [۶]

جنگِ آزادی کےٴ مورر رہنما مولوی احمد اللہ شاہ مدراسی آزادی کی ۔ وجہد میں غالبًا . سے ;یدہ متحرک تھے۔تحر۔ آزادی کے . ہی رہنما بشمول بخت خان ان کی عزت کرتے تھے۔[۷] ان کی بہادری اور جنگی مہارت کو ہرا۔ نے ۔اج تحسین پیش کیا ہے۔[۸] ’سوانح احمدی‘ فتح محمد* $لکھنوی کی ا۔ مثنوی ہے جس میں مولاٴ احمد اللہ شاہ مدراسی کے حالات Ä کیے گئے ہیں۔[۹] نومنتخب اشعار درج کیے جاتے ہیں:

جو مکتب سے ان کو فرا(ملی

.بڑھا سوئے شمشیر شوق دلی

ہوا دل کو ذوق سفر پھر قبول

پئے اقتباس حضور رسولؐ

چلے سر کے بل جاں رِ نبیؐ

ہوئے خاک بوس مزارِ نبیؐ

اور ہ وجہد آزادی کے دوران مولوی احمد اللہ شاہ کی کیفیت کی عکاسی اس طرح کی گئی ہے:

نہ پروا تھی کچھ حشمت و جاہ کی
طلب تھی فقط اپنے اللہ کی
« رئی سے جو حکم پیکار تھا
ہر اک شخص سے اس کا اظہار تھا١٠

مثنوی ''* G الاسلام''. B آزادی کے دوران تصنیف ہونے والی ای-** ب مثنوی ہے۔شاعر محمد علی محمد، وزیر الدولہ امیر الملک محمد وزیر خاں بہادر ر3/4ت. B کی سرکار سے وابستہ تھا۔را 1 ن میں لکھی گئی یہ مثنوی. B آزادی کے اسباب، حالات و واقعات اور اثرات کے بیان پر مشتمل ہے۔مثنوی کے مر کی رائے میں مذکورہ مثنوی شاعری کے لحاظ سے چاہے اہم نہ ہو 1. B آزادی کی ای- بے حد اہم دستاویز ہے۔١١

فرنگیوں کی ریشہ دوانیوں کا ذکر کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

مٹانے پر ہوئے دینِ محمدؐ
کہ اٹھ جاوے یہ آ M محمدؐ

مجاہدین کی ابتدائی کامرانیوں پر شاعر خوشی کا اظہار اس طرح کرتا ہے:

کیا 3/4انیوں کا تخت، * راج
ہ اسلامیوں کو ہند کا راج
بجا دینِ محمدؐ کا جو ڈنکا
اودھ کی سرزمیں سے * بہ d
یہ جھنڈا جو کھڑا تم نے کیا ہے
اور اس پر * م حضرتؐ کا لیا ہے
کہ یہ دینِ محمدؐ کا K ں ہے
ہر اک شخص اس کے اوپر جاں فشاں ہے

شاعر اپنی تمناؤں کا اظہار کرتے ہوئے مزید کہتا ہے:

مراد اس سے یہی . مل کے ی- سنگ
کفر کفار سے * نہجار سے .B [کذا]

کہ یہ دینِ محمدؐ *تازہ ہووے
قوی پشت و بلند آوازہ ہووے
تمامی ہند میں ہو دین اسلام
رہے *.قی نہ کفر و شرک کا *.م
سوا دین محمدؐ کے کوئی دین
رکھیں *.قی نہ ہندوستان *. چین۱۲

مندرجہ*. لاشعری امثال واضح طور پر اُس ملّی عصبیت کی غماز ہیں جو ہر مسلمان کے قلب وذہن میں کم وبیش موجود ہوتی ہیں خواہ اس کا اظہار کبھی کبھی ہی کیوں نہ کیا جائے۔

(ب) تباہی و*. دی کی عکاسی:

جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کی*. کامی ایک ایسا سانحۂ عظیم تھا ''جو شعرائے اردو کے لیے*. زیانہ عبرت سے کم نہ تھا''۔۱۳ جس نے ہماری قومی اور معاشرتی*. گی پر وہ ا*. ات مر*. کیے ہیں ''جو قوموں کے مزاج اور مقدر دونوں کو*. ل*. یا کرتے ہیں اور اس میں کسے کلام ہے کہ اسلامیان ہند کی تہذR اور سیاسی*. گی کا گذشتہ صد سالہ ارتقا بڑی حد تک انھی ا*. ات کا مرہون ہے''۔۱۴ اردو کے شاعروں نے اس پُر آشوب دور کی*. جمانی بہ حسن وخوبی کی ہے اور چند مصلحت آمیز مستثنیات کو چھوڑ کر متعدد شعراء نے کہیں کھل کر کہیں رمز وکنایہ کے پردے میں حاکمانِ وقت کی بے مہری اور سنگ دلی کو خوب اجاگر کیا ہے۔۱۵ بعض شاعروں نے تو بہ Nنفیس .B میں حصہ لیا تھا۔ بعضوں کو بغاوت کے الزام میں پھا*. بھی دی گئی اور کچھ دوران .B بھی شہید ہوئے۔۱۶ اس سے یہ*. .$ ہوتی ہے کہ جن کو ''گفتار کا غازی'' سمجھا جا*. رہا تھا وہ وقت پڑنے پر ''کردار کے بھی غازی'' نکلے اور تھوڑی دیر کے لیے ہی سہی انھوں نے شاعروں کے سر سے یہ الزام ضرور مٹا*. کہ یہ لوگ محض گل وبلبل اور . ورخسار کی فرضی داستانوں میں گم رہتے ہیں اور معاشرے کے سیاسی اور سماجی معا5ت سے انھیں کوئی سروکار نہیں ہو*.۔

لیکن جنگِ آزادی*. کام ہوئی اور انتقامی .. بے سے مغلوب انگریزوں نے صرف مسلمانوں کو تختۂ مشق بنا*. حالاں کہ ہندو اور مسلمان دونوں ہی قومیں جنگِ آزادی میں شریک تھیں۔ لیکن فاتح انگریزوں کا سارا قہر مسلمانوں پر ہی*. زل ہوا۔ اس دور کی بے سروسامانی، *. دی اور و*. انی، افسردگی اور شکست خوردگی کی عکاسی کو شاعروں نے بڑی دل سوزی کے ساتھ پیش کیا ہے کہ*. ''عوام کی بے بسی ومایوسی ان کی اپنی بے بسی ومایوسی بن کر شعر کے قا . میں ڈھلی ہے''۔۱۷ اور غا . ایسا شاعر جو اپنے آپ کو جنگِ آزادی سے غیر متعلق*. .$ کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا*. رہا۔۱۸ یہ کہنے پر مجبور ہوH:

بس کہ فعّال ما ,*. ہے آج
ہر سلحشور انگلستاں کا
گھر سے *.زار میں 3 ہوئے
زہرہ ہو*. ہے آب Kں کا

چوک جس کو کہیں وہ مقتل ہے
گھر بنا ہے نمونہ ٹ اس کا
شہر دلّی کا ذرہ ذرہ خاک
تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا[19]

سقوطِ دلّی کا بعد شہر آشوبوں کا ا یہ * سلسلہ وجود میں *یہ۔اس دور کے شہر آشوب میاں داد خاں سیّاح کے شہر آشوب کو چھوڑ کر . کے . ,*. دیٔ دلّی سے متعلق ہیں۔[20] اور مختلف ہیئتوں میں لکھے گئے ہیں۔ بیشتر میں ''مرثیے اور نوحے کا رنگ آیا ہے''۔[21] اور ایسا ہو فطری تھا۔ دلّی کے ہ دے میں بہت سے شاعروں نے اپنی تہذR اور ثقافتی شکست کا ماتم کیا ہے۔ اور دہلی کو محور اور مرا بنا کر اپنی بے بسی، کس میرسی اور ذلّت کی الم ک داستا 3 بیان کی ہیں۔ بے شک تمام شہر آشوبوں کا مرجع محض مسلمان قوم نہیں ہے اور یہ دہ شاعروں نے ملّی نقطۂ Ā کو کم اور وطنی اور تہذR حیثیت کو یہ دہ مدĀ رکھا ہے *. یں ہمہ قابل ذکر تعداد میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جہاں شاعر امّت مسلمہ کی زبوں حالی پہ یہ کناںĀ آتے ہیں۔

مرزا قر.ن علی بیگ خان نے جو شاعری میں غا . کے شا د تھے اور سالک تخلص کرتے تھے، ''نوا سنجی و دوستاں طرازی'' کے عنوان سے ا یہ شہر آشوب مسدس کی ہیئت میں لکھا تھا جس کے ا یہ بند میں مسلمانوں کے یکے از شعائرِ ملّی، مسجد (جامع مسجد دہلی) کی و یانی کا ذکر اس طرح کیاH ہے:

ہجوم مسجد جامع کا کیا کروں اظہار
صف 5نکہ ہوتی جہاں úز اَ ار
ہر ا یہ صف میں نہ رہتا مصلّیوں کا شمار
اب اس کو دور ہی سے دیکھنا ہوا دشوار
úز ہے نہ اذاں ہے، نہ کوئی جا ہے
.# اس کو دیکھیے خالی تو جی بھر ہے[22]

حافظ غلام دستگیر المتخلّص مبین نے بھی مسدس کی ہئیت میں شہر آشوب لکھا تھا۔ جس میں شقاوت اور بے دردی کے مناظر دیکھ کر کربلا کی *یہ زہ کی گئی ہے:

نہ دیکھا تھا جو ستم وہ فلک سے اب دیکھا
یہ وہ ہے حادثہ جس سے جگر بھی ٹکڑے ہوا
پر کے سامنے W کو ہائے قتل کیا
غم آئے *یہ د نہ کیونکر جناب اصغرؑ کا
یہ کربلا کا نمونہ دکھاتی ہے دہلی
پر کو É پسر پہ رلاتی ہے دہلی[23]

مبین ہی کی ا۔ غزل میں، جو شہر آشوب کا بھرپور رنگ لیے ہوئے ہے، صاف صاف مسلمانوں پر ڈھائے گئے ظلم و ستم کو عذاب سے تعبیر کیاHا ہے۔ اور امّت مصطفیٰ ﷺ V کی تنگی دور کرنے کے لیے ربّ العزت سے التجا کی گئی ہے:

هوئے دفن جو کہ ہیں بے کفن، انھیں رو ا. بہار ہے
کہ فرشتے پڑھتے ہیں فاتحہ نہKان ہے نہ مزار ہے
ہوئی تنگ امّت مصطفیٰؐ، نہیں صدمہ اٹھتا عذاب کا
کہیں رحم جلد ہو : ا!. ے وقت کا تو ہی ر ہے[۲۴]

*۰ صر دہلوی، آتش کے شاگرد تھے۔ ان کا قلمی دیوان احمد سلیم اللہ کے ذاتی کتب خانے سے ڈاکٹر ابوالخیر کشفی کو د7یاب ہوا۔ جس میں تین غزلیں ۱۸۵۷ء سے متعلق ہیں۔ ۲۵ مخطوطے کی رنج کتا$ ۱۸۶۲ء ہے۔ مسلمانوں کی بے چارگی کی منظر کشی کرتے ہوئے صر کہتے ہیں:

نقش ہر منظر دیرینہ مٹا آنکھوں سے
چا ندنی چوک میں وہ خون مسلماں دیکھا

اور آتش کے مصرعے پر گرہ لگائی:

لہو اس درجہ ارزاں ہوH مرد مسلماں کا
''شہادت *۰مہٗ بلبل ہے ہر پتہ گلستاں کا''

نیز:

فرنگی کی Ã میں . م ہے ایمان کی دو ۔
کھلا ہے آج اپنے واسطے دروازہ ت اس کا[۲۶]

داغ جیسا معاملہ بندی کا شاعر بھی جامع مسجد دہلی کے لیے اس قسم کے . ت کا اظہار کر ہے:

* : ا! مسجد جامع کا رہے *۰م بلند
کعبے والے کہیں وہ آئی اذانِ دہلی[۲۷]

مشہور عالم دین مولوی امام بخش صہبائی کے Hقتل پر مفتی صدرالدین آزردہ اپنی آزردگی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کیوè آزردہ نکل جائے نہ سودائی ہو
قتل بے . م جو اس طرح سے صہبائی ہو[۲۸]

ا۔ مشہور آشوبیہ غزل، جو متنازع بھی ہے، بہادر شاہ ظفر اور حسامی دونوں کے نام سے منسوب ہے۔ علی جواد زیدی[۲۹]، ڈاکٹر نعیم احمد[۳۰] اور ڈاکٹر معین الدین عقیل[۳۱] کے نزدیک مذکورہ غزل بہادر شاہ ظفر کی ہے۔ لیکن تفضّل حسین خان کو دہلوی کی مرتبہ ''فغان دہلی'' میں (جو

.B آزادی کے صرف چھے سال بعد شائع ہوئی تھی) مذکورہ غزل کو ا یـ*C فقیر شاعر حسّامی سے منسوب کیاH ہے۔۳۲ اس کی G مولا
صلاح الدین احمد۳۳ قاضی عبدالودود۳۴ اور ڈاکٹر محمود الرحمٰن۳۵ نے کی ہے۔

علی جواد زیدی نے نیشنل آرکائیوز کی دستاویزات کے حوالے سے $ کیا ہے کہ یہ غزل ظفر ہی کی ہے۔ حسامی کو موسیقی سے لگاؤ تھا اور وہ اکثر ظفر کی یہ غزل مؤ از سے گاتے تھے۔ غالبًا اسی یہ غزل ظفر کے بجائے ان کے نام سے منسوب ہوگئی۔۳۶ ڈاکٹر نعیم احمد نے اپنی کتاب ''شہر آشوب'' میں اس غزل کو بہادر شاہ ظفر سے منسوب کرتے ہوئے اسٹیٹ h ل لائبریری حیدر آباد (دکن) کے مخطوطے کا حوالہ دیا ہے۔۳۷ اور ڈاکٹر معین الدین عقیل نے اپنے مقالے میں بہادر شاہ ظفر کے نام سے اس غزل کے تین شعر لکھے ہیں۔۳۸ ہم انھوں نے اس کا حوالہ نہیں دیا۔ دوسری طرف تفضّل حسین خان کو . دہلوی (شاگرد داغ) ۳۹ نے مذکورہ غزل کو حسامی کے نام سے اپنی مرتّبہ کتاب ''فغان دہلی'' میں درج کیا ہے اور کو . کی ہی سند پر مولانا صلاح الدین احمد اور قاضی عبدالودود نے G کی ہے۔ اور اس کے علاوہ شان الحق حقّی نے ''نشید حریت'' میں اس غزل کو حسامی سے منسوب کیا ہے ہم انھوں نے اس کے متنازع ہونے کی K ہی بھی کی ہے۔۴۰

یہ تو تھیں خارجی شہادتیں، جہاں تک داخلی شہادت کا تعلق ہے۔ غزل کا جائزہ e یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول تو غزل کے اشعار کی تعداد میں اختلاف ہے۔ علی جواد زیدی نے دس اشعار U کیے ہیں. # کہ ڈاکٹر نعیم احمد نے . رہ اشعار درج کیے ہیں۔ اور تفضّل حسین کو . کے ہاں تیرہ اشعار ملتے ہیں نیز بعض اشعار میں لفظی تغیّرات بھی موجود ہیں اور M بھی یکساں نہیں ہے۔ مشترک اشعار کو ا لے لیا جائے تو صرف سات اشعار ایسے ہیں جو تینوں مرتّبین کے ہاں کچھ لفظی تغیّرات کے ساتھ موجود ہیں۔ اور ڈاکٹر معین الدین عقیل کے مندرجہ تینوں اشعار ان سات اشعار میں شامل ہیں۔ وہ سات اشعار اپنی اصل حالت میں i بق زیدی مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ گئی یک بیک جو ہوا پلٹ، نہیں دل کو میرے قرار ہے
کروں اس ستم کا میں کیا بیاں، مرا غم سے سینہ فگار ہے

''فغان دہلی'' میں دوسرا مصرع یوں ہے:

کروں غم ستم کا میں کیا بیاں، میرا غم سے سینہ فگار ہے

۲۔ یہ رعایا ہند تبہ ہوئی، کہو کیا کیا ان پہ جفا ہوئی
جسے دیکھا حاکم وقت نے، کہا یہ بھی قابل دار ہے

''فغان دہلی'' میں پورا شعر اس طرح ہے:

یہ رعایا ہند تباہ ہوئی، کہوں کیا کیا ان پہ جفا ہوئی
جسے دیکھا حاکم وقت نے، کہا یہ تو قابل دار ہے

۳۔ یہ کسی نے ظلم بھی ہے سنا کہ دی پھانسی لاکھوں کو بے گنہ
ولے کلمہ گویوں کی سمت سے ابھی ان کے دل میں بخار ہے

''فغان دہلی'' میں پورا شعر یوں درج ہے:

یہ ستم کسی نے بھی ہے سنا کہ دی پھا َ لاکھوں کو بےH ہ
ولے کلمہ گویوں کی طرف سے یہی دل پہ ان کے غبار ہے

۴۔ نہ تھا شہر دہلی، یہ تھا اک چمن، کہو کس طرح کا تھا* یں امن
جو خطاب تھا وہ مٹا *ۓ فقط اب تو اجڑا *ۓ ر ہے

''فغان دہلی'' میں:

ولے شہر دہلی یہ تھا چمن کہ تھا ۔ طرح کا یہاں امن
جو خطاب اس کا تھا مٹH فقط اب تو اجڑا *ۓ ر ہے

۵۔ ٭ و روز پھول میں جو تُلے، کہو خار غم کو وہ کیا سہے
ملے طوق قید میں ۔# انھیں، کہا گل کے+ لے یہ ہار ہے

''فغان دہلی'' کے مطابق:

٭ و روز پھولوں میں جو تُلیں، کیوں نہ خار غم سے وہ پ# گلیں
ملے طوق قید میں ۔# انھیں، کہا+ لے گل کے یہ ہار ہے

۶۔ جو سلوک کرتے تھے اور سے، اب ہیں دیکھو وہ کس طور سے
وہ ہیں تنگ ۔ خ کے جور سے، رہا تن پہ ان کے نہ* ر ہے

''فغان دہلی'' میں مصرع اولیٰ اس طرح درج ہے:

جو سلوک کرتے تھے اور سے، انھیں دیکھو ہیں کس طور سے

۷۔ کیا ہے غم ظفر تجھے حشر کا، جو : ا نے چاہا تو ,, 5
ہمیں ہے وسیلہ رسول ؐ کا، وہ ہمارا حامیٔ کار ہے

''فغان دہلی'' میں مقطع یوں ہے:

کیا حسا!! ڈر تجھے حشر کا، جو : ا رکھے تجھے ,, 5
تجھے ہے وسیلہ رسول ؐ کا، کہ وہ تیرا حامیٔ کار ہے

بظاہر بعض فنّی اسقام (جیسے امن کو، وزنِ چمن* + ھنا وغیرہ) کے ہوتے ہوئے اس غزل کو ظفر سے نسبت دینا ذرا مشکل معلوم ہو* ہے نیز کلیات ظفر میں بھی یہ غزل موجود نہیں ہے۔ ایسی صورت میں شان الحق حقّی کی رائے ہی صا$ معلوم ہوتی ہے۔ جنھوں نے اس غزل کے

تعارف میں لکھا ہے:

''۱۸۵۷ء کے بعد کا کچھ کلام جو بہادر شاہ ظفر سے منسوب ہے دراصل اس کے غم خواروں کی ٹوٹی پھوٹی نوحہ خوانی تھی جو ظفر کی طرحوں میں کہی گئی تھی اور شا ان کے کلام سے خلط ملط بھی ہوگئی ہے۔ایسی ہی ای مشہور غزل یہ ہے جسے عوامی شاعری میں شمار کر چاہیے۔اسے بعض لوگ حسامی سے منسوب کرتے ہیں۔ جو ای فقیر کا م ہے جس کی ز ن سے اس غزل کو بہت لوگوں نے سنا ہے۔[۴۱]

بہرحال مذکورہ غزل اپنے درد ک ازِ بیاں کی وجہ سے بہت مقبول رہی اس لیے ''فغان دہلی'' کے دیباچے میں مولا صلاح الدین احمد کہتے ہیں ''یہ غزل اگرچہ فنی اسقام سے معمور ہے لیکن اس مجموعے کی نظموں میں شا یہی سے ز یدہ معروف ومقبول ہے''[۴۲] اور اسی مقبولیت اور ای خاص پس منظر کے اس غزل کا نسبتاً تفصیلی کرہ کیا ہے۔غزل میں جہاں ہند کی رعا ی کی تباہی کا ذکر ہے وہاں صرف مسلمانوں کو خصوصی طور پہ ہدف بنانے کا کرہ بھی ملتا ہے۔آ میں شاعر شافع محشر ﷺ کو وسیلہ بنا کر خوف محشر سے محفوظ رہنے کی نوی بھی سنا ہے۔

(ج) انجمن پنجاب کے مشاعرے:

انجمن پنجاب ۲۱، جنوری ۱۸۶۵ء میں لاہور میں قائم ہوئی۔[۴۳] انجمن کا مکمل م ''انجمن اشا مطا مفیدہ'' تھا۔انجمن کے تحت دس موضوعاتی مشاعرے منعقد ہوئے۔[۴۴] اگرچہ یہ انجمن حکومت وقت کی مرضی وایما سے قائم ہوئی تھی۔[۴۵] ان مشاعروں میں حکومت کے خلاف بھی اشعار پڑھے گئے۔[۴۶] ہم سوائے حالی اور آزاد کے کوئی یں شاعر ان مشاعروں میں شری نہیں ہوا۔ یں ہمہ حالی کے خیالات میں انقلابی تبد کا آغاز ان ہی مشاعروں سے ہوا تھا۔[۴۷] ڈاکٹر صفیہ نو کا خیال ہے کہ مئی ۱۸۷۴ء جولائی ۱۸۷۵ء جاری رہنے والے ان مشاعروں کو وطن پرستانہ شاعری کا نقطہ آغاز کہا جا سکتا ہے۔[۴۸] بعض منظومات ۱۸۷۵ء کے بعد کی صورت حال اور تہذ R وملّی آشوب کی آئینہ دار ہیں۔[۴۹] لیکن معروف شعراء کے اور بعض نو آموز شاعروں کی فکری اور فنی لحاظ سے کمزور نظموں کے ان مشاعروں کی منظومات کا پیہ اعتبار کچھ زیدہ بلند نہیں ہے۔[۵۰] لیکن ان ہی مشاعروں میں حالی نے '' # وطن'' جیسی Ä بھی پڑھی ہے جس نے نہ صرف قومی اور ملّی شعور کو بیدار کیا بلکہ اس موضوع پہ ہونے والی شاعری کے ابتدائی ش بھی فراہم کیے۔[۵۱] اسی لیے ڈاکٹر محمد صادق کی ان مشاعروں کے رے میں یہ رائے کہ ''یہ کسی قومی، ملّی رجحان کے مظہر نہیں تھے اس لیے پ G ار{ ئج حاصل نہیں ہوئے''۔[۵۲] محض . واً ہی در ہے حقیقت یہ ہے کہ انجمن کے ان موضوعاتی مشاعروں نے شاعروں کے ذہنوں کو. اِدرا متا کیا اور عظیم پ ک و ہند میں لعموم اور مسلمانوں میں لخصوص بیداری کا احساس پیدا ہوا۔[۵۳] اسی وجہ سے انجمن پنجاب اردو ادب میں سنگِ میل کی حیثیت ر b ہے۔[۵۴] اس میں شک نہیں کہ علی گڑھ تحری سے قبل اردو شاعری میں اجتہاد کی نئی تحری اسی انجمن کے ذریعے شروع ہوئی تھی۔جس نے بعد میں سرسیّد کی اصلاحی تحری کے لیے راہ ہموار کی۔[۵۵] لیکن اتن ت یقیناً صحیح ہے کہ ان مشاعروں میں بطور خاص ملّی شاعری کے نمونے بہت ہی کم Ã آتے ہیں۔قابل ذکر نمونہ حالی کی Ä ''حبِ وطن'' ہے جو اگرچہ وطنیت کے بے کو مد Ã رکھ کر لکھی گئی ہے لیکن ای آدھ بند ایسا بھی ہے جس کا تعلق صرف مسلمانوں سے ہے:

ہوئے یثرب کی سمت .# راہی
سیّد بطحیؑ کے ہم راہی
رشتے الفت کے سارے توڑ چلے
اور *.لکل وطن کو چھوڑ چلے
گو وطن سے چلے تھے ہوکے خفا
پ وطن میں تھا . کا جی اٹکا
دل لگی کے بہت ملے ساماں
پ نہ بھولے وطن کے ریگستاں
دل میں آٹھوں پہر S تھے
سنگری‍زے زمین بطحا کے
گھر جفاؤں سے جن کی چھوٹ تھا
دل سے رشتہ نہ ان کا ٹوٹ تھا۵۶

اَ/ چہ انجمن پنجاب کے مشاعروں نے ملّی شاعری کوفروغ دینے میں کوئی ڑ*یدہ کردارادانہیں کیااورسوائے ای- آدھ شعری مثال کے اورمثالیں بھی نہیں ہیں لیکن اس مقام پ اس کا+ کرہ بطورخاص اس لیے کیاH ہے کہ اس انجمن میں بھی جو،ملّی مقاصد کے علی الرغم محض وطنی اور قومی مقاصد (اوروہ بھی ای- محدود پیمانے پ) کومدA رکھ کرقائم کی گئی تھی،مسلمان شاعر کاملّی شعور. وئے کارآ کررہا۔

(د) علیحدہ ملّی تشخص کاواضح شعور:

,عظیم*پ ک وہند کے مسلمانوں میں ہمیشہ سے اپنے علیحدہ تشخص کا احساس موجودتھا۔اَ/ چہ اس کا اظہارکم کم ہوالیکن ہوا ہے*۔ ہم .# -- سلطنت تھی،اقتدارتھاانھوں نے اپنی منفردشنا#, پ ڑ*یدہ زورنہیں ڈ*یا۔لیکن .# .B آزادی کی* کامی کاساراملبہ صرف مسلمانوں پ اَ/ ااوردوسرے مذاہب کے لوگ مجموعی طورپ ہدف نہیں بنائے گئےتو قدرتی طورپ مسلمانوں میں بےچینی کااحساس پیداہو* شروع ہوا۔اسی احساس نے آہستہ آہستہ ان میں بہ حیثیت مسلمان قوم کے ی- جہتی پیدا کی اورانھوں نے اپنے اوپ ڈھائے جانے والے مظالم کوای- مخصوص زاویۂ نگاہ سے دیکھا۔مسلمانوں کوحیرانی اس*.ت پ تھی کہ .B آزادی میں ان کے ساتھ ساتھ ہندوبھی. ا. کے شری- تھےلیکن انگری‍زوں کی انتقامی کاروائیوں کارخ صرف مسلمانوں کی سمت رہااوردوسرے یہ کہ ہندوؤں نے.ڑی تیزی سے+ لتے ہوئے حالات کے مطابق خودکو ڈھال لیا۔ویسے بھی مسلمانوں کے بجائے انگری‍زوں کی حکومت ان کے لیے محض آقا کی تبد~ تھی۔۵۷ ہندوؤں کے اس رویّے نے بھی مسلمانوں کوتنہا کرڈ*یا اوروہ مسلم قومیت کے بھولے ہوئے سبق کا پھر سے اعادہ کرنے میں مصروف ہوگئے۔یہ بےL نہیں تھا کہ متعددمسلمان شاعروں کے ہاں مسلمانوں کی کس مپرسی اور بےچارگی کی عکاسی گہرے رنگوں سے کی گئی ہےاورسقوط سلطنت پ آ 2 بہانے کے ساتھ ساتھ

’’عظیم کی ملّت اسلامیہ‘‘ کی حالت زار پر بھی ماتم کیا گیا ہے۔اور کہیں کہیں اپنے دین و مذہب کے تحفظ کی دعا بھی مانگی گئی ہے۔مثلاً:

فدا علی عیش اپنے شہر آشوب بنام ’’شہر آشوب مسمیٰ بہ انقلاب لکھنؤ‘‘ میں کہتے ہیں:

ہائے اس شہر پہ کس طرح کی آفت آئی
کھا گئی کس کی Ã کون قیامت آئی
کفر و اسلام میں کچھ فرق نہیں اب زنہار
عفو کر عفو گنہ گار ہیں ہم اے غفّار
مکرِ ابلیس سے ہر وقت بچانا ہم کو
دینِ اسلام پہ د* سے اٹھانا ہم کو
ضعفِ اسلام، الٰہی نہیں دیکھا جاتا
دینِ احمدؐ کا بجے چار طرف پھر ڈنکا
کفر کے چال چلن سے ہمیں ہر وقت بچا
عہد شاہی کی طرح شہر کو آباد دکھا
عیش بس رو چکے دکھڑا یہ دعا کا ہے مقام
عرض کر بارگہِ حق میں کہ اے ربّ انام
پھر اسی طرح سے آباد ہو یہ شہر تمام
دینِ احمدؐ کی ترقی ہو، قوی ہو اسلام[۵۸]

علیحدہ ملّی تشخص کے ضمن میں اسی مقالے میں دی گئی چند شعری امثال مختصراً پیش کی جاتی ہیں جن میں شاعروں کی مخصوص ملّی عصبیت واضح طور پر جھلکتی ہے۔

حکیم آغا جان عیش اپنے شہر آشوب میں اپنے مسلمان ہم وطنوں کی دربدری پر بارگاہِ رب العزت میں فریاد کناں ہیں اور التجا کرتے ہیں:

انھی مکینوں سے پھر وہ مکان ہوں آباد
الٰہی عیش جگر خستہ کا بھی کر دل شاد
رکھ امن میں اسے اور اس کی آل اور اولاد
بحق سیّد کونین و آلہ الامجاد
پھر اس کو ویسا ہی آباد کر: اے کریم
بحق سورۂ یٰسین و سورۂ حٰم[۵۹]

غا ۔ کے مشہور قطعے میں، جو پیچھے گ ٔ ر چکا، ای۔ شعر صرف اور صرف مسلمانوں کی بے بسی ظاہر کرتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ غا ۔ جیسے روادار اور غیر متعصب شخص کے ہاں بھی اپنے علیحدہ ملّی تشخص کا احساس موجود تھا۔ جو وقت پڑنے پر نما یں ہو کے رہا:

شہر دہلی کا ذرّہ ذرّۂ خاک

تشنۂ خوں ہے ہر مسلماں کا

شاگ دِ غا ۔ ،مرزا قربان علی بیگ سالک بھی ای۔ مسلمان کی حیثیت سے جامع مسجد دہلی کی ویرانی پر افسردگی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں:

نماز ہے نہ اذاں ہے، نہ کوئی جاتا ہے

.# اس کو دیکھیے خالی تو جی بھر آتا ہے

افسردگی کے اس احساس کے پیچھے اپنی الگ شنا ٔ# کا تصور واضح طور پر دکھائی دیتا ہے۔ غلام دستگیر مبین بھی تمام ہندوستانیوں کا ماتم کرنے کے بجائے صرف امّت مصطفیٰ صلی اللہ V پر *نزول عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے اور : اسے رحم طلب کرتے ہوئے Ā آتے ہیں:

ہوئی تنگ امّت مصطفیٰ ، نہیں صدمہ اٹھتا عذاب کا

کہیں رحم جلد ہو* ِ : ا! بُرے وقت کا تو ہی* ر ہے

مصا$ واتبلا کے اس دور میں شاعر اپنے ہم مذہبوں کی حا۔ پر فر* دکناں ہے جو مخصوص ملّی عصبیت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس ملّی عصبیت سے داغ ایسا+ مشرب شاعر بھی خالی نہیں ہے وہ اپنے شہر آشوب میں دعا گو ہیں:

*ِ : ا! مسجد جامع کا رہے *۰م بلند

کعبے والے کہیں وہ آئی اذان دہلی

پچھلے صفحات میں بہادر شاہ ظفر رحسامی کی متنازعہ غزل پیش کی جا چکی ہے جس میں اگ چہ ہندکی رعا۔ کی تباہی کا بھی ذکر ملتا ہے لیکن ای۔ شعر میں صرف ''کلمہ گویوں'' پر ڈھائے جانے والے مظالم کا+ کرہ کیا H ہے:

یہ کسی نے ظلم بھی ہے سنا کہ دی پھا ٔ لاکھوں کو بے گنہ

و لے کلمہ گویوں کی سمت سے ابھی ان کے دل میں بخار ہے

اگ اس غزل کو ظفر کی ملکیت قرار دے* جائے تو اس سے یہ* ت بھی ضرور* .$ ہو جاتی ہے کہ ''شہنشاہ ہند'' بھی، جن کی رعا۔ میں ہندو، مسلم، سکھ اور عیسائی ۔ ہی شامل تھے اور جن کے خلاف مذہبی تعصب کی کوئی ای۔ بھی مثال* رخ میں نہیں ملتی، بحیثیت مسلمان اپنی منفرد شنا ٔ# سے نہ صرف آگاہ ہے بلکہ اس کا اظہار کرنے میں بھی تامّل نہیں کرتا نیز آ ٔ ی شعر میں شاعر سرورِ کو 2 صلی اللہ V کی حما$ اور وسیلے کے آسرے پر خود کو خوفِ محشر سے محفوظ بھی رکھنا چاہتا ہے:

کیا ہے غم ظفر تجھے حشر کا، جو : ا نے چاہا تو .. 5

ہمیں ہے وسیلہ رسولؐ کا، وہؐ ہمارا حامیِ کار ہے

ظاہر ہے کہ شافع محشر ﷺ V کی شفا (کے سزاوار صرف کلمہ گو ہی ہو h ہیں۔

پچھلے صفحات میں محمد علی محمد* می شاعر کی مثنوی ''* G الاسلام'' سے کئی اشعار Ü کیے گئے ہیں جس میں شاعر نے انگر یز وں کے خلاف B. کو کفر و اسلام کی B. کے طور پر پیش کیا ہے۔ اسے ہندوستان کی نہیں دینِ محمد ﷺ V کی ز* یدہ فکر ہے:

مٹانے پر ہوئے دینِ محمدؐ
کہ اٹھ جاوے یہ آئینِ محمدؐ

وہ بطور مسلمان ''3/4انیوں'' کی* کامی پر اظہار مسرت کرتے ہوئے کہتا ہے:

کیا 3/4انیوں کا تخت، * راج
* اسلامیوں کو ہند کا راج

وہ متّحد ہو کر کفّار سے B. کا مشورہ دیتا ہے* کہ:

تمامی ہند میں ہو دینِ اسلام
رہے *.قی نہ کفر و شرک کا *.م
سوا دینِ محمدؐ کے کوئی دین
رکھیں *.قی نہ ہندوستان * چین

مندرجہ*. لا مثالوں سے* .$ ہو* ہے کہ مسلمانوں میں اپنے منفرد اور دوسری قوموں سے الگ قومی تشخّص کا احساس، جو کہ پہلے سے موجود تھا، B. آزادی کی* کامی کے بعد ز* یدہ ابھر کے سامنے* یہ ہے ویسے بھی ا/ اقلیتی/ وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ تصوّر کرنے لگے تو ردعمل میں ان میں یہ جہتی اور اتّحاد کا پیدا ہو* لازمی ہو جا* ہے۔ ا/ یہ احساس نہ ہو تو من حیث القوم اقلیت کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تقریباً ہر جگہ اکثر$ اپنی عددی.. ی کے زعم میں رہتی ہے اسے اپنے# راتحاد و اتّفاق کی اتنی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیوں کہ انھیں کہیں سے بھی خطرہ درپیش نہیں ہو* ۔ لیکن اقلیتی/ وہ کا متّحد ہو* اس کی مجبوری بن جاتی ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ بھی، ا/ چہ دیر سے، ایسا ہی ہوا۔ کافی عرصے- تو انھیں سلطنت کے چھن جانے کا غم ستا* رہا اور. # وہ صدمے کی کیفیت سے*. ہر نکلے تو ز E حقائق یکسر+ ل چکے تھے اب وہ اوّل درجے کے شہری سے تیسرے درجے کے مشکوک شہری سمجھے جانے لگے تھے۔ اب نہ صرف ان کی سیاسی آزادی چھن چکی تھی بلکہ بعض مقامات پر ان کی مذہبی آزادی بھی خطرے میں تھی* یہ کم از کم مسلمان ایسا محسوس کرتے تھے۔ لہٰذا ان تمام*. توں نے مل کر مسلمانوں کو آہستہ آہستہ متّحد ہونے اور اپنی الگ شنا # کا اصرار کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس رویّے کا اظہار شاعری میں بھی ہوا اور گل و بلبل اور . و رخسار کی اسیر شاعری میں وطنی اور ملّی موضوعات نے بھی اب ز* یدہ .ر** شروع کر دیا۔ غور طلب*. ت یہ ہے کہ B. آزادی سے پہلے جتنی بھی ملّی شاعری ہوئی ہے* .لعموم کم معروف شعراء کی جا$ سے ہوئی ہے۔ لیکن B. آزادی کے بعد تو ''گو* یہ قومی شاعری کا بند کھل پڑا یہاں کون ایسا شاعر تھا جو قوم کے درد میں مبتلا نہ ہو''۔[۶۰]

حقیقت یہ ہے کہ انیسویں صدی کے اختتام-- ملّی شاعری اپنی C یدیں مضبوط کر چکی تھی اور معروف و غیر معروف ہر دو قسم کے شعراء نے اپنا روئے سخن قوم اور ملّت کی طرف کر لیا تھا۔ جس کی نظیریں بعد کے ادوار میں کثرت سے دیکھی جا سکتی ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ .B آزادی کے ﷺ رے میں تفصیلات کئی مقالات وکتب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔مثلاً:

ساورکر،وی۔ڈی۔''دی انڈین وار آف انڈی پینڈینس''(The Indian War of Independance)

قادری،محمد ایوب،''.B آزادی ۱۸۵۷ء،واقعات وشخصیات''

مہر،غلام رسول،مولانا،''اٹھارہ سوستاون کے مجاہد'' وغیرہ

۲۔ شفیع،محمد،۱۹۵۷ء،''۱۸۵۷ء''،ص ۲۳۱

۳۔ بحوالہ:قریشی،عبدالرزاق،''نوائے آزادی''،ص ۷

۴۔ بحوالہ:رضوی،خورشید مصطفیٰ،''.B آزادی ۱۸۵۷ء''،ص ۵۶۰

۵۔ بحوالہ:قریشی،عبدالرزاق،محولہ بالا ص ۷

۶۔ بحوالہ:مسعود،طاہر،ڈاکٹر،''اردوصحافت انیسویں صدی میں''،ص ۳۶۴۔۳۶۵ونیز صدیقی،محمد عتیق،''ہندوستانی اخبار نویسی''(کمپنی کے عہد میں)،ص ۳۸۴

۷۔ نورانی،سیّدامیر حسن،''تاریخ .B آزادی''(حصہ دوم)،مشمولہ:''فروغ اردو''،لکھنؤ(.B آزادی نمبر)،ص ۱۷۱

۸۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے:مہر،غلام رسول،مولانا،''اٹھارہ سوستاون کے مجاہد''

معین الحق،سید،ڈاکٹر،''.B آزادی کا مجاہد اعظم''،مشمولہ:روزنامہ''امروز''(کراچی)

رضوی،خورشید مصطفیٰ،''.B آزادی ۱۸۵۷ء''،ود ۷

۹۔ مہر،غلام رسول،مولانا،محولہ بالا ص ۶۲

۱۰۔ ایضاً ص ۶۲۔۶۹ونیز قادری،محمد ایوب،محولہ بالا ص ۹۳۔۱۰۳

۱۱۔ ضیاءالحسن،ڈاکٹر،ناصر عباس نیّر(مرتبین)،''مثنوی G الاسلام''،مشمولہ:''۱۸۵۷ء کی .B آزادی اور زبان وادب''،ص ۲۴۵

۱۲۔ ایضاً ص ۲۴۵۔۲۶۲

۱۳۔ ذوالفقار،غلام حسین،ڈاکٹر،''اردو شاعری کا سیاسی وسماجی پس منظر''،ص ۲۲۷

۱۴۔ احمد،صلاح الدین،مولانا،دیباچہ''فغان دہلی''،ص ۷

۱۵۔ ایضاً ص ۸

۱۶۔ عقیل،معین الدین،ڈاکٹر،''تحریک آزادی میں اردو کا حصہ''،ص ۱۲۸

۱۷۔ محمود الرحمان،ڈاکٹر،''.B آزادی کے اردو شعراء''،ص ۱۱۲

۱۸۔ ملاحظہ کیجیے:''خطوط غالب''(خصوصاً .B آزادی کے بعد تحریر کردہ خطوط)اور غالب کی فارسی تصنیف ''دستنبو''مترجم،مخمور سعیدی،مرتبہ ناصر علی ،غالب اکیڈمی،کراچی،اشاعت ۱۹۶۹ء

۱۹۔ ''دیوان غالب''کامل،مرتبہ،کالی داس گپتا رضا،ص ۳۴۶؛مقامِ تعجب ہے کہ اس شعر کو نہ تو ڈاکٹر سیّد مجاور حسین نے اپنے مقالے''اردو شاعری میں قومی یکجہتی کے عناصر''(ص ۲۹۳)میں اور نہ ہی علی جواد زیدی نے''اردو میں قومی شاعری کے سو سال''(ص ۸۰)میں خراج کے لائق

سمجھا ہے۔۔ # کہ ±ی نے تو مقطع -- درج کیا ہے۔شا± اس کی وجہ ان حضرات کا وہ مخصوص قو R نقطۂ Ã ہو جس کے تحت ہندو اور مسلمان ا یہ ہی قوم ہیں اور مذکورہ شعر میں چوè صرف مسلمانوں کی تباہی اور * دی کا منظر پیش کیا H ہے اس لیے اسے درخورِ اعتنا نہیں سمجھا H۔

۲۰۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، ''مبا #''، ص ۲۳۰

۲۱۔ ایضاً

۲۲۔ کو ۔ دہلوی، تفضّل حسین خان (مر$)، ''فغانِ دہلی''، ص ۶۷۔۷۳

۲۳۔ ایضاً، ص ۱۲۰۔۱۲۹

۲۴۔ ایضاً، ص ۱۹۶

۲۵۔ ''اردو شاعری کا سیاسی * ر [پس منظر''، ص ۳۲۰

۲۶۔ ایضاً، ص ۳۲۰۔۳۲۱

۲۷۔ ''گلزارِ داغ''، ص ۲۲۸

۲۸۔ کو ۔ دہلوی، تفضّل حسین خان، محولہ * لا ص ۴۷

۲۹۔ ''اردو میں قومی شاعری کے سو سال''، ص ۶۷

۳۰۔ ''شہر آشوب''، ص ۲۸۱

۳۱۔ ''تحریک آزادی میں اردو کا حصہ''، ص ۱۱۳

۳۲۔ ص ۹

۳۳۔ دیباچہ ''فغانِ دہلی'' (اشا (نو)، ص ۹

۳۴۔ ''متفرقات''، مشمولہ: ''آج کل'' (دہلی)، B آزادی نمبر، ص ۹۴

۳۵۔ ''B آزادی کے اردو شعراء''، ص ۱۳۱

۳۶۔ ''اردو میں قومی شاعری کے سو سال''، ص ۶۷

۳۷۔ ص ۲۸۱

۳۸۔ ''تحریک آزادی میں اردو کا حصہ''، ص ۱۱۳

۳۹۔ مالک رام، ''تلامذۂ غا ۔''، ص ۲۵۰

۴۰۔ ص ۵۸

۴۱۔ ایضاً

۴۲۔ ص ۹

۴۳۔ * قب، عارف، ''انجمن پنجاب کے مشاعرے''، ص ۲۱

۴۴۔ ایضاً، ص ۹

۴۵۔ * نو، صفیہ، ڈاکٹر، ''انجمن پنجاب * ریخ و * مات''، ص ۱۰۴

۴۶۔ ایضاً،ص۳۶۷

۴۷۔ سدید،انور،ڈاکٹر،''اردو ادب کی تحریکیں''،ص۳۸۱

۴۸۔ ''انجمن پنجاب تاریخ و خدمات''،ص۳۷۳

۴۹۔ ثاقب،عارف،محوّلہ بالا،ص۵۱

۵۰۔ ایضاً،ص۴۶

۵۱۔ ایضاً

۵۲۔ ''تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاک و ہند''(جلد نہم)،ص۳۲۷

۵۳۔ نو،صفیہ،ڈاکٹر،محوّلہ بالا،ص۳۷۳

۵۴۔ اختر،سلیم،ڈاکٹر،''اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ''،ص۳۴۸

۵۵۔ ذوالفقار،غلام حسین،ڈاکٹر،''اردو شاعری کا سیاسی وسماجی پس منظر''،ص۳۳۳ونیز عقیل،معین الدین،ڈاکٹر،''تحریک آزادی میں اردو کا حصہ''،ص۲۴۸

۵۶۔ ''کلیات حالی''(جلد اوّل)،ص۳۹۶

۵۷۔ قریشی،اشتیاق حسین،ڈاکٹر،''برعظیم پاک و ہند کی ملّت اسلامیہ''(اردو ترجمہ)،ص۲۷۳

۵۸۔ جعفری،سیّد تقام حسین،''تحقیقی نوادر''،ص۲۱۔۲۶

۵۹۔ کو، تفضّل حسین خان،محوّلہ بالا،ص۱۱۰۔۱۱۱

۶۰۔ حقی،شان الحق،''نکتۂ راز''،ص۳۰۹

فہرست اسناد محوّلہ

- احمد،صلاح الدین،۱۹۵۴ء،دیباچہ،مشمولہ:''فغان دہلی''،مرتبہ تفضّل حسین خان کو، ،اکادمی پنجاب،لاہور،اشاعتِ نو
- احمد،نعیم،ڈاکٹر(مرتبہ)،۱۹۶۸ء،شہر آشوب،مکتبہ جامعہ،نئی دہلی،بار اوّل
- اختر،سلیم،ڈاکٹر،۲۰۰۵ء،اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ،سنگ میل پبلی کیشنز،لاہور،ستائیسواں ایڈیشن
- نو،صفیہ،۱۹۷۸ء، انجمن پنجاب، تاریخ و خدمات،کفایت اکیڈمی،کراچی،بار اوّل
- پنجاب یونیورسٹی،۱۹۷۲ء، تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند(نویں جلد)،لاہور،بار اوّل
- ثاقب،عارف،۱۹۹۵ء، انجمن پنجاب کے مشاعرے،الوقار پبلی کیشنز،لاہور
- جعفری،سید تقام حسین،۱۹۷۴ء،تحقیقی نوادر،ناشر،مصنف خود،کراچی،بار اوّل
- حالی،الطاف حسین،۱۹۶۸ء،کلّیات نظم حالی(جلد اوّل)،مرتبہ،ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی،مجلس ترقی ادب،لاہور،بار اوّل حقی،شان الحق،۱۹۷۲ء،نکتۂ راز،ملّت پریس،کراچی
- داغ دہلوی،س ن،گلزار داغ،مطبع محمد تیغ بہادر،لکھنؤ
- ذوالفقار،غلام حسین،ڈاکٹر،۱۹۶۶ء،اردو شاعری کا سیاسی اور سماجی پس منظر،جامعہ پنجاب،لاہور
- رضوی،خورشید مصطفیٰ،۱۹۵۹ء،جنگ آزادی ۱۸۵۷ء،پرنٹنگ پریس،دہلی،بار اوّل

- زیدی،علی جواد(مرتب)،۱۹۵۹ء، اردو میں قومی شاعری کے سو سال،پاکستان شاکھا،محکمۂ اطلاعات اتر پردیش،الہ آباد
- سدید،انور،ڈاکٹر،۱۹۹۶ء،اردو ادب کی تحریکیں،انجمن ترقی اردو پاکستان،کراچی،بار سوم
- شفیع،محمد،۱۹۵۷ء،۱۸۵۷ء،مکتبۂ جدید،لاہور،بار اوّل
- صدیقی،محمد عتیق،۱۹۵۷ء،ہندوستانی اخبار نویسی (کمپنی کے عہد میں)،انجمن ترقی اردو ہند،علی گڑھ
- ضیاءالحسن،ڈاکٹر وڈاکٹر ناصر عباس نیر (مرتب)،۲۰۰۸ء،مثنوی تائید الاسلام،ازمحمد علی محمد،مشمولہ:''۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی اور زبان و ادب''،کلیہ علوم شرقیہ،پنجاب یونیورسٹی،اورینٹل کالج،لاہور
- عبداللہ،سید ڈاکٹر،۱۹۶۵ء،مباحث،مجلس ترقی ادب،لاہور،بار اوّل
- عبدالودود،قاضی،۱۹۵۷ء،متفرقات،مشمولہ:''آج کل''(جنگ آزادی نمبر)،دہلی،شمارہ اگست
- عقیل،معین الدین،ڈاکٹر،۲۰۰۸ء،تحریک آزادی میں اردو کا حصہ،مجلس ترقی ادب لاہور،بار اوّل
- غالب،اسداللہ خاں،۱۹۹۰ء،دیوان غالب،مرتب،کالی داس گپتا رضا،انجمن ترقی اردو پاکستان،کراچی،بار اوّل
- قادری،محمد ایوب،پروفیسر،۱۹۷۶ء،جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء (واقعات و شخصیات)،پاک اکیڈمی،کراچی
- قریشی،اشتیاق حسین،ڈاکٹر،۱۹۸۹ء،برعظیم پاک و ہند کی ملّت اسلامیہ،مترجم،ہلال زبیری،شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، کراچی یونیورسٹی،بار چہارم
- قریشی،عبدالرزاق،۱۹۵۷ء،نوائے آزادی،ادبی پبلشرز،بمبئی
- کشفی،سید محمد ابوالخیر،ڈاکٹر،۱۹۷۵ء،اردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر،ادبی پبلشرز،کراچی
- کوکب،تفضّل حسین خان (مرتب)،۱۹۵۴ء،فغان دہلی،اکادمی پنجاب،لاہور،اشاعتِ نو
- مالک رام،۱۹۵۷ء،تلامذۂ غالب،گلوب پبلشرز،لاہور
- محمودالرحمٰن،ڈاکٹر،۱۹۸۶ء،جنگ آزادی کے اردو شعراء،قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ وثقافت،اسلام آباد،بار اوّل
- مسعود،طاہر،ڈاکٹر،۲۰۰۲ء،اردو صحافت انیسویں صدی میں،فضلی سنز،کراچی،بار اوّل
- مہر،غلام رسول،مولانا،۱۹۷۱ء،اٹھارہ سو ستاون کے مجاہد،شیخ غلام علی اینڈ سنز،لاہور
- نورانی،سید امیر حسن،۱۹۵۷ء،تاریخ جنگ آزادی (حصہ دوم)،مشمولہ:''فروغ اردو''(جنگ آزادی نمبر)،لکھنؤ